www.ahnafmedia.com

شریعت میں خطبۂ جمعہ کی مقدار

از: محمد مجتبیٰ قاسمی
رفیق مکتبۃ المفتی محمد ظفیر الدین المفتاحی
پورہ نوڈیہا، دربھنگہ (بہار)

جمعہ کی عظمت حدیثِ پاک کی روشنی میں

جمعہ کے دن کو اللہ پاک نے معزز و مکرم بنایا ہے اس کی عظمت دوسرے دنوں سے بالاتر اور بہتر ہے قرآن وحدیث میں اس کے فضائل ومناقب بہت تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی شام پرنور، رات باعظمت، صبح بارونق اور دن بابرکت ہے اس کے لیل ونہار اپنے دامن میں ڈھیر سارے خیرات وبرکات رکھتے ہیں، اس میں بہت سارے خوش نصیب کے لیے جنت کے فیصلے کیے جاتے ہیں تو بہت سے درد کے ماروں کو جہنم سے چھٹکارے کا پروانہ ملتا ہے، اس میں ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ اس میں بندہ جو جائز مقصد مانگ لے معطی پروردگار عطا کردیتا ہے، اس دن کی کی ہوئی عبادت اور دنوں کی بہ نسبت زیادہ ثواب رکھتی ہے، اس میں درود پاک کی قیمت کئی گنا بڑھ جاتی ہے، اس کی عظمت نبی ﷺ کی پاک زبان مبارک اس طرح بیان کرتی ہے۔

نحن الآخرون السابقون یوم القیامة بیدانهم اوتو الکتاب من قبلنا ثم هذا یومهم الذی فرض علیهم فاختلفوا فیه فهدانا اللّٰه لهٗ (فالناس لنا فیه تبع) الیهود غدا والنصاریٰ بعد غد. ترجمہ: ہم بعد میں آنے والے اور قیامت میں سبقت کرنے والے ہیں البتہ کہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی پھر یہ ان لوگوں کا جمعہ کا دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا (عبادت خاص کے لیے) لیکن ان لوگوں نے اس میں اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ہماری رہنمائی کی (لہٰذا وہ لوگ ہمارے پیچھے ہوں گے) یہود کل اور نصاریٰ کل کے بعد(۱) اور صاحب فتح البیان فی مقاصد القرآن اس طرح اس کے احترام کو بیان کرتے ہیں: ان افضل اللیالی لیلۃ المولد ثم لیلۃ القدر ثم لیلۃ الاسراء فعرفۃ فالجمعۃ فنصف شعبان فالعید وافضل الایام یوم عرفۃ ثم یوم نصف شعبان ثم یوم الجمعۃ واللیل افضل من النہار. ترجمہ: راتوں میں افضل ترین آقا

ﷺ کی ولادت کی رات ہے پھر لیلۃ القدر پھر معراج کی رات اس کے بعد عرفہ، جمعہ، شعبان کی پندرہویں شب اور عید کی رات ہے اور دنوں میں بہتر عرفہ کا دن ہے پھر پندرہویں شعبان پھر جمعہ کا دن البتہ اس کی رات اس کے دن سے بہتر ہے۔(۲)

جب جمعرات کی شام سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت اس کی بڑائی ظاہر ہونے لگتی ہے، صاحبِ دل اور اہل تقویٰ اس رات کو عبادت میں گذارتے ہیں، اس کی عظمت کے مظاہر نماز فجر میں بھی دیکھنے کو ملتے ہیں کہ اس میں خاص سورۃ کی تلاوت مسنون قرار دی گئی ہے، اس میں سورۃ کہف اور دخان کی تلاوت آئندہ ہفتہ تک کے لیے باعثِ نجاح وفلاح ہے، اس میں آنے کے لیے غسل، اچھے کپڑے، خوشبو اور تیل لگانے کی ترغیب دی گئی ہے اور عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے ہوئے درود پڑھنے کو نجات اخروی کا ذریعہ اور دعاء کی قبولیت کا وقت بتایا گیا ہے۔

جمعہ کے عدم اہتمام پر تنبیہ

جمعہ کی نماز چونکہ ہفتہ کے اجتماع کا دن ہے چند محلے والوں بلکہ دور دراز کے لوگوں کے ملن کا ایک بہتر موقع اور سب کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی عظمت کے اعتراف کا اچھا وقت ہے، چنانچہ نبی پاک ﷺ نے اس کے اہتمام کرنے پر بہت زور دیا اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت دھمکی دی ہے جسے حضرت جابرؓ نقل فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے خطبے میں فرمایا: ان اللہ افترض علیکم الجمعۃ فی مقامی ھذا فی یومی ھذا فی شھری ھذا فی عامی ھذا إلی یوم القیامۃ فمن ترکھا استخفافا بھا او جھودًا بھا فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک لہٗ فی امرہ الا ولا صلوٰۃ لہٗ ولا زکوٰۃ لہٗ ولا حج لہٗ ولا صوم لہٗ ولا برلہٗ حتی یتوب فمن تاب تاب اللہ علیہ. ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر میری اس جگہ میرے اس دن میرے اس مہینے میرے اس سال میں قیامت تک کے لیے جمعہ کو فرض کر دیا ہے لہٰذا جس نے اس کا استخفاف یا انکار کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے متفرق کاموں کو جمع نہیں کرے گا۔ (کام نہیں بنائے گا) اس کے کام میں برکت نہیں ہوگی، سنو! اس کی نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور کسی بھی نیکی کا اعتبار نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے پھر جو توبہ کرلے گا تو اس پر اللہ پاک متوجہ ہوجائے گا،(۳) انہیں سے یہی بات دوسرے لفظوں میں اس طرح منقول ہے۔ عن رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کان یومن باللہ والیوم الآخر فعلیہ الجمعۃ الا مسافرًا او مملوکا او صبیًا او امراۃً او مریضاً فمن استغنیٰ عنھا بلھو او تجارۃ استغنی

www.ahnafmedia.com

الله عنه والله غنى حميد. ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اس پر جمعہ لازم ہے الا یہ کہ مسافر یا غلام یا بچہ یا عورت یا مریض ہو لہٰذا جس نے اس سے کھیل کود یا تجارت کی وجہ سے بے پرواہی کی تو اللہ کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہے اور اللہ بے نیاز اور لائق تعریف ہے۔(۴)

نمازِ جمعہ اور دوسری نمازوں میں فرق

نمازِ جمعہ پنج گانہ نمازوں سے الگ طریقے پر ادا کی جاتی ہے اس میں دو خطبے ہوتے ہیں جس میں خطیب اپنی ذات اور لوگوں کو خشیتِ الٰہی کی تلقین کرتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دیتا ہے۔

خطبہ: خطبہ موعظت ونصیحت کو کہتے ہیں جس میں حمد وثنا، ترغیب وترہیب ہوتی ہے یہ خطبہ ایسی پاک بات اور مؤثر ذریعہ ہے کہ اس سے بڑے بڑے کام آسانی سے حل ہوجاتے ہیں، اسے دنیاوی معاملہ میں بھی اہمیت حاصل ہے اور دینی امور میں بھی قدر ومنزلت رکھتا ہے، یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے بڑا ابڑا معرکہ سر ہوجاتا ہے، جتنے انبیاء تشریف لائے سبھوں نے احکامِ خدا کو خطابت کی مدد سے لوگوں تک پہنچایا، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی لکنت کے ختم ہونے کی دعا رکی، نوح علیہ السلام نے کہا کہ ہم نے انہیں دن ورات اعلانیہ اور خفیہ ہر طرح دعوت دی ودیگر انبیاء نے بھی اپنا مشن موعظت ونصیحت سے آگے بڑھایا اللہ تعالیٰ نے خود اسے اپنانے کا حکم دیا اور فرمایا فذكر ان نفعت الذكرىٰ تو آپ نصیحت کیا کیجئے اگر نصیحت کرنا مفید ہوتا ہو(۵) وذكر فان الذكرى تنفع المومنين اور سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دے گا۔(۶)

خطبہ کے لیے جلدی کرنا

قرآن پاک میں ہے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله جب جمعہ کے روز نماز کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد کی طرف چل پڑا کرو(۷) یہاں ذکر اللہ سے مراد خطبہ ہے یعنی جیسے ہی اذان ہو خطبہ سننے کے لیے چل پڑو، نماز سے متعلق جو تیاریاں ہوسکتی ہوں انہیں کرنے لگو، شریعت نے دوٹوک فرمان جاری کردیا ہے کہ اذانِ جمعہ کے بعد جمعہ کی تیاری کی مشغولیات کے علاوہ تمام کام مکروہ ہے۔

www.ahnafmedia.com

خطبہ کا وجوب

کتب فقہ اور تفسیر میں یہ عبارت لکھی ہے۔ والخطبة عند جمهور العلماء شرط فی انعقاد الجمعة. خطبہ جمہور علماء کے نزدیک جمعہ کے انعقاد کے لیے ضروری اور شرط ہے(۸) اور یہی بات حضرت ابن عمرؓ اور عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے جو اس کی مزید وضاحت کرتی ہے۔ انما قصرت الجمعة لاجل الخطبة ولابن الوقت سبب لوجود الظهر والوقت متى جعل سببا لوجوب صلاة كان سببا لوجوبها فی كل يوم كسائر اوقات الصلوٰة ثم اذا وجد سبب القصر تقصر كما تقصر بعذر السفر. ترجمہ: نماز جمعہ کی وجہ سے کم کردی گئی ہے اور اس لیے کہ وقت ظہر کے وجود کا سبب ہے لہٰذا جب نماز جمعہ کے وجوب کے لیے وقت کو سبب قرار دیا گیا تو وہ نماز کے پورے اوقات کی طرح ہر دن اس کے وجوب کا سبب ہوگیا پھر جب قصر کا سبب پایا گیا تو نماز کم کردی گئی سفر کی نماز کی طرح جو سفر کے عذر کی وجہ سے کم کردی گئی ہو۔(۹)

انہیں دونوں نفوسِ قدسیہ سے ایک دوسری روایت تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ مروی ہے۔ انما قصرت الصلوٰة لاجل الخطبة اخبران شطر الصلوٰة سقط لاجل الخطبة وشطر الصلوٰة كان فرضا فلا يسقط الا لتحصيل ما هو فرض. ترجمہ: خطبہ کی وجہ سے نماز کم کردی گئی۔ خبر دی گئی ہے کہ نماز کا آدھا خطبہ کے پیش نظر ساقط کردیا گیا اور آدھی نماز فرض ہے لہٰذا فرض کو حاصل کرنے کے لیے ہی وہ ساقط ہے۔(۱۰)

خطبہ کی اہمیت

خطبہ میں حمد وثنا اور امر ونہی کا ذکر ہوتا ہے جو سراپا ذکر اللہ ہے جس کی روشنی میں بندے اپنی صلاحِ حال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان کے اندر خیرات و برکات حاصل کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور اسے سن کر اپنے اندر مضبوطی اور قوت محسوس کرتے ہیں اور احکام خداوندی بجالانے کے لیے کمربستہ ہوجاتے ہیں اتنی عظیم بات کی اہمیت نبی پاک ﷺ اس طرح بیان فرماتے ہیں جسے حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔ قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا كان يوم الجمعة وقفت الملائكة على باب المسجد يكتبون الاول فالاول ومثل المهجر كمثل الذی يهدیٰ بدنة ثم كالذی يهدی بقرة ثم كبشا ثم دجاجة ثم بيضة فاذا خرج الامام طووا صحفهم ويستمعون الذكر. رسول ﷺ نے فرمایا جب جمعہ کا دن آتا

www.ahnafmedia.com

ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پہلے اس کے بعد اور اس کے بعد آنے والوں کا نام لکھتے رہتے ہیں اور سب سے پہلے مسجد پہنچنے والے کی مثال ایسے آدمی کی طرح ہے جس نے اونٹ کی قربانی کی پھر گائے پھر مینڈھا پھر مرغی پھر انڈا (ان سب کا ثواب حاصل کیا) لیکن جب امام اپنے حجرے سے نکل کر منبر پر تشریف لے آتے ہیں تو یہ اپنے رجسٹر بند کرلیتے ہیں اور پوری توجہ سے خطبہ سننے لگتے ہیں۔(۱۱)

نماز سے قبل خطبے کا پس منظر

نماز جمعہ کا خطبہ عیدین کے خطبہ کی طرح تھا جو نماز دوگانہ ادا کرلینے کے بعد دیا جاتا تھا ایک دن نماز کے بعد آپ ﷺ حسب معمول خطبہ فرمارہے تھے کہ اچانک ایک قافلہ آگیا اور اس نے اپنے آمد کی اطلاع نقارہ بجا کر دی جسے اکثر صحابہ کرامؓ ان کر اجتہادی سہو کی وجہ سے آپ کو اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے، تو اللہ تعالیٰ نے سخت ڈانٹ پلائی اور اس سے بچنے کی دائمی شکل نماز سے پہلے خطبہ شروع کر کے عطاء کیا۔(ماخوذ از کشاف وغیرہ)

خطبہ کی عظمت

ان باتوں سے اس کی عظمت کا پتہ لگتا ہے کہ موقع کی مناسبت سے یہ کتنا عظیم ہے، شریعت نے اس کے مرتبے کو کس قدر بلند و بالا کیا ہے کہ مسلمانوں کے ہر اجتماع میں اس کی حیثیت مستحب، سنت اور واجب کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔

جب اس کی کئی صورتیں ہیں تو اس کی باریکی بیان کرنا از حد ضروری تھا جسے نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے کھول کھول کر اپنے قول وفعل سے واضح کردیا اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اس پر من وعن عمل کریں اس سے بال برابر بھی انحراف کر کے عتاب کے شکار نہ ہوں وہ بیان شدہ باتیں راقم اپنی معلومات کے اعتبار سے پیش کرتا ہے جسے اپنانا سنن ہدیٰ کو اپنانا ہے اور اس کے خلاف زیغ وضلال ہے۔

خطبہ کی مقدار حدیث کی روشنی میں

حدیث قولی: نبی کریم ﷺ کا ارشاد حضرت ابووائل حضرت عمارؓ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔

خطبنا عمار فاوجز وابلغ فلما نزل قلنا یا ابا الیقظان لقد بلغت واوجزت فلو کنت تنفست فقال انی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان طول صلوٰۃ الرجل

www.ahnafmedia.com

وقصر خطبتہ مئنة من فقه فاطیلو الصلوٰة واقصروا الخطبة وان من البیان لسحرًا(۱۲)
ترجمہ: (حضرت ابووائل کہتے ہیں کہ) حضرت عمارؓ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا جو مختصر اور جامع تھا، لہٰذا جب وہ اترے تو ہم نے عرض کیا حضرت (ابوالیقظان آپ کی کنیت ہے) آپ نے مختصر لیکن جامع خطبہ دیا (کاش ہمیشہ آپ زندہ رہتے) تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آدمی کی عقلمندی کی علامت یہ ہے کہ اس کی نماز سے اس کا خطبہ مختصر ہو لہٰذا نماز لمبی اور خطبہ مختصر کرو اور تقریر تو جادو ہے، اس حدیث پاک سے اشارے اور حکم دونوں ملتے ہیں کہ لوگوں کو خطبہ مختصر دینا چاہیے اور ابوداؤد شریف میں حضرت عمارؓ سے ہی مروی ہے امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باقصار الخطب ہمیں آقا ﷺ نے خطبوں کے مختصر کرنے کا حکم دیا ہے (۱۳) اس حدیث پاک میں لفظ امر آیا ہے اور یہ خطبہ کے مختصر ہونے کے لیے عبارۃ النص (۱۴) ہے ایسے لفظ سے حکم کے بعد اب کسی کو اس کے خلاف کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے، صاحب بذل المجہود نے اس حدیث کے بظاہر معارض ایک حدیث کا ذکر کیا ہے اور اس کے تطبیق کو تحریر فرمایا ہے۔ (۱۵)
(تعارض) مسلم شریف میں ایک حدیث ہے جس میں نبی پاک ﷺ کے فجر کے نماز سے ظہر اور اس کے بعد عصر تک خطبہ دینے کی صراحت ہے جو اس حدیث اور حکم حدیث کے معارض ہے، جواب: یہ اس کے معارض اور خلاف نہیں ہے کیونکہ وہ ایک مصلحت کے پیش نظر رہا ہوگا، دوسری بات یہ ہے کہ جمعہ کے خطبہ کا وجود وقت کے ہونے کے بعد ہی ممکن ہے اس سے پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے جبکہ معارض حدیث میں علی الصباح سے خطبہ کا ذکر آیا ہے۔

حدیث فعلی: عن جابر بن سمرة قال کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یخطب قائماً ثم یجلس ثم یقوم ویقرأ آیات ویذکر اللّٰہ عزوجل وکانت خطبة قصدا وصلاتهٗ قصدًا. حضرت جابر بن سمرہؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ کھڑے ہوکر خطبہ دیتے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہوتے اور چند آیتیں پڑھتے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اور آپ کا خطبہ اور آپ کی نماز مختصر ہوتی (۱۶) حضرت جابرؓ کی روایت امام ترمذیؒ نے بھی نقل کیا۔ قال کنت اصلی مع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فکانت صلوٰتهٗ قصدا وخطبته قصدا. انھوں نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا تو آپ کی نماز اور خطبہ مختصر ہوتا (۱۷) خطبتهٗ پر حاشیہ ہے۔ لا ینافی اقصریة الخطبة بالنسبة الی الصلوٰة یہ بات نماز کی بہ نسبت خطبہ کے کم ہونے کے منافی نہیں ہے اور قصد پر حاشیہ ان الفاظ میں ہے۔ المقصد من الامور المعتدل الذی لایمیل الی احد طرفی الافراط والتفریط قصدًا ایسے امور معتدلہ میں سے

www.ahnafmedia.com

ہے جو افراط وتفریط میں سے کسی کی طرف مائل نہ ہو، اس حدیث میں ایک خاص بات ہے جس کی وضاحت بہتر رہے گی حدیث میں کنت اصلی ہے ''صرفی قاعدہ'' جب لفظ کان فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو وہ فعل استمراری اور دائمی ہوجاتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی فعل ہمیشہ ہونے والا ہے اس لیے کبھی کبھی ہونے والا فعل اس کا معارض نہ ہوگا۔

ابوداؤد کے مراسیل میں ہے جس کو امام زہریؒ سے روایت کیا ہے۔ الحمد اللّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ نعوذ بہ من شرور انفسنا من یھد اللّٰہ فلا مضل لہٗ ومن یظلل فلا ھادی لہٗ نشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرًا ونذیرًا بین یدی الساعۃ من یطع اللّٰہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فقد غویٰ نسأل اللّٰہ ربنا ان یجعلنا ممن یطیعہ ویطیع رسولہٗ ویتبع رضوانہ ویجتنب سخطہ(۱۸) زہریؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بھی خطبہ دیتے تھے تو کہتے تھے۔ کل ما ھو آت قریب ولا بعد لما ھو آت لا یعجل اللّٰہ لعجلۃ احد ولا یخف لامر الناس ماشاء اللّٰہ الناس یرید اللّٰہ امرا ویرید الناس امرا ما شاء اللّٰہ کان ولو کرہ الناس ولا مبعد لما قرب اللّٰہ ولا مقرب لما بعد اللّٰہ لایکون بشی الا باذن اللّٰہ عزوجل مذکورہ روایت مکمل خطبہ ہے جسے نبی پاک ﷺ دیا کرتے تھے ایک اور خطبہ حضرت جابرؓ نقل کرتے ہیں۔ کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ یخطبہ فیقول بعد ان یحمد اللّٰہ ویصلی علی انبیائہ ''ایھا الناس ان لکم معالم فانتھو الی معالمکم وان لکم نھایۃ فانتھوا الی نھایتکم ان العبد المؤمن بین مخافتین بین اجل قد مضی لایدری ما اللّٰہ قاض فیہ وبین اجل قد بقی لا یدری ما اللّٰہ صانع فیہ فلیاخذ العبد من نفسہ لنفسہ ومن دیناہ لآخرتہ ومن الشبیبۃ قبل الکبر ومن الحیاۃ قبل الممات والذی نفسی بیدہ ما بعد الموت من مستعتب ما بعد الدنیا من دار الا الجنۃ او النار اقول قولی ھذا واستغفر اللّٰہ لی ولکم وقد تقدم ما خطبہ بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اول جمعۃ عند قدومہ المدینۃ. یعنی مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد نبی پاک ﷺ نے سب سے پہلے یہی خطبہ دیا(۱۹) آپ ﷺ ہجرت کر کے ابھی ابھی تشریف لائے ہیں تقاضہ تو یہ تھا کہ خوب لمبا چوڑا خطبہ دیتے لیکن خطبہ نہایت مختصر مگر جامع دیا اور دین ودنیا کی بھلائی کی بات اور مغفرت کی دعاء کی امام ابوداؤدؒ نے حضرت جابر بن سمرہ سوائیؓ کی روایت کردہ حدیث پاک نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایطیل الموعظۃ یوم الجمعۃ انما ھن کلمات یسیرات.(۲۰)

رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن بہت لمبا خطبہ نہیں دیتے تھے بلکہ وہ چند کلمات ہوتے۔

آپ کا تعلیم کردہ خطبہ

جس طرح آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے لوگوں کے روبرو خطبہ دیا ہے اسی طرح اس کی تعلیم بھی وقتاً فوقتاً دی ہے تاکہ اس سے امت فائدہ اٹھائے اور اپنی حاجت دینی پوری کرسکے چنانچہ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول ﷺ نے خطبہ برائے حاجت ان الفاظ میں سکھایا۔

الحمد اللّٰہ نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ ثم یقرأ ثلث آیات یا ایھا الذی آمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولاتموتن الا و انتم مسلومنo یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحد وخلق منھا زوجھا وبث منھا رجالاً کثیراً ونساءا واتقوا اللّٰہ الذی تساءلون بہ والارحامط ان اللّٰہ کان علیکم رقیباo یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ وقولو قولاً سدیداً (۲۱) اس پر حاشیہ یہ ہے کہ یہ خطبہ تمام حاجت روائی کے لیے عام ہے لہٰذا اپنے ضروری کاموں میں اسے پڑھ کر مدد طلب کرنی چاہیے۔

مختصر خطبہ اجماع صحابہ سے بھی مروی

خطبہ کا مختصر ہونا جس طرح قول رسول فعل نبی اور تعلیم نبوی سے ثابت ہے اسی طرح اجماعِ صحابہ کرامؓ بھی اس کے لیے مضبوط مستدل ہے، اس اجماع نے ایک اہم اشکال کو رفع کیا ہے کہ آپ ﷺ تو جوامع الکل تھے لہٰذا اپنی مکمل بات چند کلمات میں کہہ لیتے تھے آپ کے بعد دوسرے حضرات میں یہ صفت نہیں پائی جاتی ہے اس لیے یہ لمبی بات کرکے اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے مجاز ہیں اجماع کی روایت حضرت عثمان غنیؓ کے حوالے سے صاحب بدائع الصنائع نے نقل کی ہے۔ روی عن عثمانؓ انہٗ لما استخلف خطب فی اول جمعۃ فلما قال الحمد اللّٰہ ارتج علیہ فقال انتم الی امام فعال احوج منکم الی امام قوال وان ابابکر و عمر کانا یعدان لھذا لمکان مقالا وستاتیکم الخطب من بعد واستغفر اللّٰہ لی ولکم ونزل وصلٰی بھم الجمعۃ کان ذٰلک بمحضر من المھاجرین الانصار وصلوا خلفہ وما انکروا علیہ صنیعہ مع انھم کانوا موصوفین بالامر بالمعروف والنھی عن المنکر

فکان هذا اجماعا من الصحابة۔ ترجمہ: حضرت عثمان غنیؓ سے مروی ہے کہ جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو پہلے جمعہ میں خطبہ دیا تو جب الحمدللہ کہا تو رک گئے پھر فرمایا تم لوگ فعال امام کے زیادہ محتاج ہو بہ نسبت بہت زیادہ بولنے والے امام کے اور حضرات شیخین (صدیق اکبرؓ وفاروق اعظمؓ) اس جگہ کے لیے چند باتیں تیار کرر کھے تھے اور عنقریب تمہارے روبرو اس کے بعد خطبے آئیں گے اور میں اپنے لیے اور تم لوگوں کے لیے استغفار کرتا ہوں اور انھوں نے صحابہ کرامؓ کو جمعہ کی نماز پڑھائی یہ تمام باتیں مہاجرین وانصار کی موجودگی میں پیش آئیں اور تمام حضرات نے ان کی اقتدار میں نماز ادا کی کسی نے بھی ان کے یہ کرنے پر نکیر نہیں کیا باوجودیکہ وہ حضرات امر بالمعروف اور نهی عند المنکر کی صفت سے متصف تھے، لہٰذا یہ صحابہ کا اجماع ہے۔(۲۲)
اس واقعہ سے دو باتیں سمجھ میں آئیں: (۱) تینوں خلفاء نے مختصر خطبہ دیا (۲) صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت عثمان غنیؓ کے مختصر خطبہ دینے کو صحابہ کرام نے درست سمجھا اور کچھ نکیر نہیں کیا۔

چھوٹا خطبہ اقوال ائمہ کی روشنی میں

قال ابوحنیفةؒ ان اقتصر الخطیب علی مقدار یسمیٰ ذکر الله کقوله الحمد الله سبحان الله جاز (۲۳) امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر خطیب نے اتنی مقدار پر اکتفاء کیا جس کو اللہ کا ذکر کہا جائے مثلاً الحمد اللہ، سبحان اللہ تو جائز ہے۔ فذهب ابوحنیفة الی ان رکن الخطبة تحمیدة او تهلیلة او تسبیحة لان المامور به فی قوله تعالیٰ (فسعوا الی ذکر الله) مطلق الذکر الشامل للقلیل والکثیر والماثور عنه لایکون بیانا لعدم الاجمال فی لفظ الذکر. تو ابوحنیفہؒ اس بات کے قائل ہیں کہ خطبہ کا رکن الحمد الله یا لا اله الا الله یا سبحان الله ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے قول فاسعوا الی ذکر الله. میں حکم مطلق ذکر ہے جو قلیل وکثیر کو شامل ہے اور ان سے منقول ہے کہ وہ بیان نہیں ہے لفظ ذکر میں اجمال نہ ہونے کی وجہ سے وقال الصاحبان: لابد من ذکر طویل یسمیٰ خطبة. اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اتنے طویل ذکر کا ہونا ضروری ہے کہ اسے خطبہ کہا جاسکے۔

اما المالکیة فیرون ان رکنها هو اقل ما یسمیٰ خطبة عند العرب ولو سجعتین، نحو: اتقوا الله فیما امر وانتهو عما عنه نهی وزجر فان سبح او هلل او کبر لم یجزه. بہرحال مالکیہ تو وہ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ اس کا رکن یہ ہے کہ کم سے کم اتنی مقدار میں خطبہ ہو جسے اہل عرب کے نزدیک خطبہ کہا جاسکے اگرچہ دو مقفی عبارت ہو جیسے اللہ تعالیٰ

سے ان باتوں میں ڈرو جس کا حکم دیا ہے اور اللہ کی منع کی ہوئی اور زجر وتوبیخ کی ہوئی چیزوں سے باز رہو لہٰذا اگر سبحان اللّٰہ یا لا الٰہ الا اللّٰہ یا اللّٰہ اکبر کہا تو جائز نہیں ہوگا۔

وجزم ابن العربی ان اقلها حمدا للّٰہ والصلاۃ علی نبیہٖ وتحذیر و تبشیر ویقرأ شیئاً من القرآن ابن عربی نے کہا ہے کہ خطبہ کی کم سے کم مقدار اللہ کی تعریف نبی ﷺ پر درود، ڈرانا اور خوشخبری دینا ہے اور قرآن پاک میں سے کچھ پڑھنا ہے۔

وذهب الشافعية الی ان لها خمسة ارکان وهی: (أ) حمد اللّٰہ ویتعین لفظ [اللّٰہ] ولفظ [الحمد] (ب) الصلاة علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ویتعین صیغة صلاة وذکر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم باسمهٖ او بصفته فلا یکفی صلی اللّٰہ علیه وسلم (ج) الوصیة بالتقوی ولا یتعین لفظها (د) الدعاء للمومنین فی الخطبة الثانية (هـ) قرأة آية مفهمة ولو فی احداهما. فلا یکفی بنحو [ثم نظر] لعدم استقلالها بالافهام ولا بمنسوخ التلاوة ویسن جعلها فی الخطبة الاولیٰ واستدلوا علی هذه الارکان بفعل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم.

ترجمہ: شوافع خطبہ کے لیے پانچ رکن مانتے ہیں: (۱) اللہ کی تعریف اس کے لیے لفظ اللہ اور لفظ الحمد متعین ہے (۲) رسول ﷺ پر درود کے صیغے اور نبی ﷺ کا ذکر ان کے نام یا ان کی صفت کے ذریعہ متعین ہوگا۔ لہٰذا ﷺ کافی نہیں ہوگا (۳) اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت جس کے لیے کوئی خاص لفظ ضروری نہیں (۴) دوسرے خطبہ میں مومنین کے لیے دعاء (۵) بامفہوم ایک آیت کا پڑھنا اگرچہ دونوں خطبوں میں سے ایک میں ہو لہٰذا ثم نظر جیسی آیت کافی نہیں ہوگی اس کے مستقل بالمفہوم نہ ہونے کی وجہ سے اور نہ منسوخ التلاوت کافی ہوگا۔ اور اس کو خطبہ اولیٰ میں مسنون قرار دیا گیا ہے اور ان حضرات نے ان ارکان پر نبی ﷺ کے فعل سے استدلال کیا ہے۔

اما ارکانها عند الحنابلة فاربعة وهی: (أ) حمد اللّٰہ تعالیٰ بلفظ الحمد (ب) الصلاة علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بصیغة الصلاة (ج) الموعظة وهی القصد من الخطبة فلا یجوز الا خلال بها (د) قرأة آية كاملة.

ترجمہ: بہرحال حنابلہ کے نزدیک خطبہ کے ارکان چار ہیں: (۱) لفظ الحمد سے اللہ تعالیٰ کی تعریف (۲) درود کے لفظ سے نبی پاک ﷺ پر درود (۳) نصیحت اور یہی خطبہ کا مقصد ہے لہٰذا اس کے چھوڑ دینے کی وجہ سے جائز نہ ہوگا (۴) مکمل آیت کی تلاوت۔

وزاد بعضهم رکنین آخرین: (أ) الموالاة بین الخطبتین وبینهما وبین الصلوٰة فلا یفصل بین اجزاء الخطبتین ولا بیناحداهما وبین الاخری ولا بین الخطبتین وبین الصلاة (ب) الجهر بحیث یسمع العدد المعتبر للجمعة حیث لا مانع.

ترجمہ: بعض حضرات نے دوسرے دورکن کا اضافہ کیا ہے۔ پہلا دونوں خطبوں کے درمیان موالاۃ (۲۴) اوران دونوں کے درمیان اورنماز کے درمیان بھی لگا تارعمل ہولہٰذا دونوں خطبوں کے اجزاء اوران دونوں میں سے ایک اوردوسرے کےاوردونوں خطبوں اورنماز کے درمیان کوئی فصل نہ ہو(۲۵) (دوسرا) اتنی بلند آواز سے ہوکہ اتنے لوگ سن لیں جو جمعہ کے لیے معتبر ہیں اس طور پر کہ کوئی مانع نہ ہو۔ (۲۶)

اتنی باتیں سامنے آجانے کے بعداب بہت طول طویل خطبہ دینا خلاف سنت ہوگا جس کا ترک بہت ضروری ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ ہمارے پیارے حبیب تمہیں جو دیں اسے لے لو اورجس سے منع کردیں اس سے رک جاؤ چنانچہ فرمایا: ما آتکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا، نص میں کسی بات کا ذکرکرنا اوردوسری باتوں کو نہ لانا گویا اس سے نہی ہی ہے۔ جسے صحابہ کرام کے اجماع نے ثابت کردیا کہ انتم الی امام فعال احوج منکم الی امام قوال. اس لیے ہرخطیب کولازمی طور پران فرامین کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ نبی پاک ﷺ کے روبروہوتے ہوئے خوشنودی اوررضا مندی حاصل ہو۔

❁ ❁ ❁

حواشی:

(۱) بخاری شریف جلداوّل (صفحہ۱۲۰)۔ (۲) صفحہ ۱۳۸، ج ۱۴ مکتبہ احتیاء التراث الاسلامی قطر۔ (۳) روح المعانی ص ۱۰۰ جز ۲۸ مکتبہ احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔ (۴) بدائع الصنائع جلد۱،ص ۳۸۳۔ (۵، ۶، ۷) بیان القرآن۔ (۸) تفسیر ابن عطیہ ص ۴۴۸ ج ۱۴ مکتبہ امیر الدولہ قطر الطبعة الاولیٰ ۱۴۱۱ھ = ۱۹۹۱ء ۔ (۹) بدائع الصنائع ج۱،ص ۳۸۰ مکتبہ دارالفکر الطبعة الاولیٰ۔ (۱۰) بدائع الصنائع ج۱،ص ۳۸۸، ۳۸۹۔ (۱۱) بخاری شریف ج۱،ص ۱۲۷۔ (۱۲) مسلم شریف ج۱،ص ۲۸۶، مکتبہ ملت دیوبند۔ (۱۳) ابوداؤد شریف ج۱،ص ۱۵۸، مکتبہ ملت دیوبند۔ (۱۴) وہ قرآن وحدیث کی بات جو کسی خاص حکم کے لیے آئی ہو۔ (۱۵) یہ ایک کتاب ہے۔ (۱۶، ۱۷) نسائی شریف جلد۱،ص ۱۵۹، ابن ماجہ ص ۷۷، مکتبہ فیصل دیوبند۔ ترمذی شریف ج۱،ص ۱۱۴، فیصل دیوبند۔ (۱۸) اخرجہ ابوداؤد، مراسیل ص ۱۹۴۰۸، بیہقی ج ۲،ص ۲۱۵، باب کیف یستحب ان تکون الخطبة، بحوالہ الجامع الاحکام القرآن ص ۱۰۵، ۱۰۶ ج ۹، جز ۱۸ مکتبہ دارالفکر۔ (۱۹) بحوالہ بالا۔ (۲۰) ابوداؤد شریف ج۱،ص ۱۵۸، مکتبہ ملت دیوبند۔ (۲۱) نسائی شریف ج۱،ص ۱۵۸، مکتبہ فیصل دیوبند۔ (۲۲) بدائع الصنائع ج۱،ص ۳۸۹، مکتبہ دارالفکر الطبعة الاولیٰ، کشاف ج ۴،ص ۵۳۵، مکتبہ منشورات البلاغة، الجامع لاحکام القرآن القرطبی ج ۹، جز ۱۸،ص ۱۰۵، مکتبہ دارالفکر۔ (۲۳) کشاف۔ (۲۴) کسی کام کا لگاتار ہونا۔ (۲۵) جدائیگی۔ (۲۶) الموسوعة الفقهیه، ازص ۱۷۷ تا ۱۷۸، ج ۱۹، الطبعة الثانیة ۱۴۱۰ھ = ۱۹۹۰ء وزارۃ اوقاف کویت۔

www.ahnafmedia.com